سے قرآن کریم کی خدمت میں وقت صرف کیا۔ یہاں تک کہ مختلف صدیوں میں قرآن کریم پر حملہ بھی کیا گیا، لیکن مسلمانوں نے ان تمام حملوں کا سرتوڑ جواب دیا، اور مخالفین کو عاجز کر دیا۔

یہ تین فائدے اکثر مصنفین نے اپنی کتب میں ذکر کیے ہیں۔

[4] امام سیوطیؒ نے ایک اور فائدہ [الا تقان] میں ذکر کیا ہے، کہ اس سے تعیم و تخصیص کا فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

ان فوائد میں سے ناسخ اور منسوخ کا مسئلہ اہم ترین ہے۔ جس پر علماء نے مستقل کتابیں لکھی ہیں۔ ان کتابوں میں سے چند اہم کتابیں درج ذیل ہیں:

[1] الناسخ والمنسوخ/ لابن العربی.

[2] الناسخ والمنسوخ فی القرآن الكريم/ لابی جعفر النحاس.

[3] الایضاح لناسخ القرآن ومنسوخه/ لمكی بن ابی طالب.

[4] الناسخ والمنسوخ/ لابن سلام.

❁❁❁❁❁❁❁❁

"ہیلو" کے بجائے "السلام علیکم"

ٹیلیفون کی گھنٹی بجتے ہی آپ ریسیور اٹھا کر کہنے لگتے ہیں: ہیلو، ہیلو...... آیئے آج اس کے معنی پر غور کرتے ہیں:

کھولیے: Oxford Advanced Learners Dictionary of Current English

Hallo,Hello,Hullo:(Used as a greeting to seek attention)

"کسی کی توجہ حاصل کرنے یا کسی کو مخاطب کرنے کے لیے بولے جانے والے الفاظ" اس کے مشابہ الفاظ یہ ہیں:

(i) شکاری کتوں کو بلانے کے لیے بلند آواز : Hallow (cry to urge on hounds)

(ii) مقدس بنانا، تقدس بخشنا Make holy

(iii) یہاں سینٹ ہیلو کا متبادل ہے، جس کے معنی ہیں All Hallows day, Saints day
نصرانی راہب یا پادری

قطع نظر اس بات کے کہ اس کا کوئی غلط یا قابل اعتراض معنی و مفہوم ہو، ہمیں زندگی کے تمام معاملات میں اسلام کے زرین اصولوں سے رہنمائی لیتے ہوئے "السلام علیکم" کا استعمال کرنا چاہیے۔

بشکریہ ڈاکٹر محمد اکرم اعوان۔ گوجرانوالہ

اقتصاد اسلامی

سود سے اجتناب

محمد سلیم حاجی ابراہیم

اللہ سبحانہ وتعالیٰ نے سود کو بدترین حرام قرار دیا اور تجارت کو پوری وضاحت سے حلال ﴿ وأحل الله البيع وحرم الربوٰ...... ﴾ [البقرۃ: ۲۷۵] پس تجارت کے ذریعے حاصل شدہ منافع نہ صرف حلال ہے بلکہ شرعی ضوابط کے تحت دیانتدارانہ طریقے سے تجارت کرنا کسب حلال کے دیگر پسندیدہ طریقوں کی طرح ایک نیک عمل ہے، جس پر انسان اپنے حسن نیت کے مطابق اجر وثواب کا حقدار بنتا ہے۔

اہل ایمان کو سودی کاروبار سے باز رکھنے کے لئے اللہ پاک نے فرمایا ﴿يأيها الذين امنوا لا تأكلوا الربوٰ اضعافا مضاعفة واتقوا الله لعلكم تفلحون ۝﴾ [آل عمران: ۱۳۰] ''اے ایمان والو! بڑھا چڑھا کر سود نہ کھایا کرو اور اللہ سے ڈرتے رہو تاکہ تمہیں کامیابی نصیب ہو'' اللہ پاک اس لعنت سے باز نہ آنے والوں کو اتنی شدید وعید دے رہا ہے جس قدر کسی دوسرے گناہ پر نہیں دی۔ ﴿يأيها الذين امنوا اتقوا الله و ذروا ما بقى من الربوٰ ان كنتم مؤمنين ۝ فان لم تفعلوا فأذنوا بحرب من الله ورسوله وان تبتم فلكم رؤس أموالكم لا تظلمون ولا تُظلمون ۝﴾ [البقرۃ: ۲۷۸ - ۲۷۹] ''ایمان کے دعویدارو! اللہ سے ڈرتے رہو اور باقی ماندہ سود ترک کردو اگر تم واقعی ایماندار ہوں۔ اگر تم ایسا نہ کرو تو آگاہ رہو کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے برسرپیکار ہو۔ اور اگر تم توبہ کرو تو تمہیں اپنا اصل زر لینے کا حق ہے۔ نہ تم (سود لے کر) کسی پر ظلم نہ کرو اور نہ (اصل رقم سے گھٹا کر) تم پر ظلم کیا جائے گیا۔''

جدید دنیا میں سود اور منافع کو آپس میں اس طرح خلط ملط کردیا گیا ہے کہ ان دونوں میں پہچان آسان نہیں رہا۔ آج کل بینکنگ کی دنیا میں ''سود'' کا لفظ ہی فرسودہ ہے۔ ہر طرف منافع ہی منافع ہے۔ جدید معیشت دان ہی ان کے فرق کو واضح دلائل سے پہچان سکتے ہیں۔

منافع کیا ہے؟ کہاں اور کیسے برقرار رہے گا؟ سود کیوں جاری ہے؟ سود ہے کیا چیز؟ یہ کیوں مسلم ممالک میں بھی اپنے خونین پنجے گاڑے ہوئے ہے؟ اور اس کا غبار ہر ایک انسان پر پڑ رہا ہے!! خواہ تعلیم یافتہ ہو یا ناخواندہ، مزدور ہو یا بیروزگار!! اس مضمون میں ان سوالات کا جواب پیش کرنے کی کوشش کی جائے گی۔

Banking کی ابتدا یہودیوں سے ہوئی۔ ہوا یوں کہ ایک یہودی کے پاس سونا بہت زیادہ تھا وہ اپنے شہر کا نامور مالدار تھا۔ اس کی دولت مندی اپنے شہر میں ہر ایک کے لئے باعث اطمینان تھی۔ وہ جب بھی لین دین کرتا تو ایک پرچی دیتا تھا، اس پرچی کو

دیکھ کر تاجر مال دیتا تھا۔ تاجر کی وہی پرچی دیکھ کر تھوک فروش اسے سامان دیتا تھا۔ اسی پرچی کو دیکھ کر Factory کا منیجر اسے مال سپلائی کرتا تھا۔ یوں اس یہودی کے پاس دوسرے لوگ بھی سونا امانت رکھتے تھے، اس طرح رفتہ رفتہ وہ بینک بن گیا اور اسکی پرچی Checque میں بدل گئی۔

اس یہودی نے اپنی لالچی فطرت کی وجہ سے پرچی پر منافع لینا شروع کر دیا۔ یوں اسے خوبصورت انداز میں کاغذ پر منافع ملنا شروع ہوا، یہ اتنا سادہ، آسان اور پرکشش طریقہ تھا کہ سبھی سرمایہ داروں نے اسی System کو اپنانا شروع کیا۔

بعض ساہوکاروں کا کہنا ہے کہ کاغذ یعنی روپیہ پر منافع لینا سود کہاں ہے، مولانا حضرات ایسے ہی کہتے ہیں۔ حقیقت میں سود سب بینکوں میں موجود ہے، لیکن اس کا نظام اتنا پیچیدہ ہے اور دنیا کے دیگر بینکوں اور مالیاتی اداروں کے مرہون منت ہونے کی وجہ سے اس قدر گنجلک ہے کہ اس سے قومی سطح پر چھٹکارا پانے کی کوئی سبیل نظر نہیں آتی۔ لہٰذا حکومت طوعاً و کرہاً عالمی ساہوکاروں کی اس خطرناک سازش میں روز بروز الجھتی اور اس کے دلدل میں دھنستی چلی جارہی ہے۔ ہماری قومی سلامتی کو مخدوش اور دینی تشخص کو کھوکھلا کرنے والی یہ بیماری ایڈز سے بڑھ کر موذی وائرس ہے، جسے قرآن "سود" کہتا ہے۔

ضیاء الحق مرحوم کے دور میں بینکوں سے سود کو ختم کرنے کی کوشش میں P.L.S بھی متعارف کروایا گیا۔ جو اسلامی بینکاری کے رہنما اصولوں کی روشنی میں نفع و نقصان میں شراکت کی بنیاد پر قائم کیا گیا تھا۔ مگر ان اصولوں پر سختی سے عمل اور Check & Balance نہیں ہوا۔ جس کی وجہ سے علماء کرام نے اس کے خلاف فتوے صادر کیے اور عوام کا اس سے اعتماد اٹھ گیا۔ دراصل بینکار خود اس نظام کو ناکام کر کے سودی نظام کو تقویت دینا چاہتے تھے۔

بینکنگ کی اصطلاح میں عموماً Credit اور Debit کے Terms مشہور و معروف ہیں۔ Bank میں جب کوئی شخص اپنی جمع پونجی رکھتا ہے تو بینک کا عملہ اسے تحسین کی نظر سے دیکھتا ہے اور انہیں Credit کہہ کر پکارتے ہیں۔ اور دفتری کھاتے میں اسی لفظ سے مرقوم ہوتا ہے۔ یہ بینک والوں کی روزی کا ذریعہ ہے۔ Credit کا نظریہ ہوتا ہے کہ بینک والے امانت دار ہیں اور اس رقم کی حفاظت کا کما حقہ انتظام کرتے ہیں، جبکہ گھروں اور دفاتر میں کرنسی کی حفاظت مہنگی پڑتی ہے۔ اس کے ساتھ رقم میں کچھ نہ کچھ اضافہ بھی ہوتا رہتا ہے، اس لئے لوگ بینکوں میں جمع پونجی رکھتے ہیں۔

PLS سے اعتماد اٹھ جانے کے بعد اہل ایمان اپنی رقم Current اکاؤنٹ (امانتی کھاتے) میں رکھتے ہیں۔ شرعی تعلیمات کے مطابق امانت کی چیز کسی قسم کی تجارت میں استعمال کرنا جائز نہیں، بلکہ امانتدار بعینہ وہی نوٹ واپس دینے کا ذمہ دار ہے جو اس نے امانت رکھی تھی۔ اس میں کسی بھی قسم کا ردو بدل خیانت کے زمرے میں آتا ہے۔ بینک والے یہی خیانت اس قدر تیزی سے اور بے ضرر سمجھ کر کرتے ہیں کہ کسی کو خیانت کا خیال ہی نہیں آتا۔ اس کا ایک سادہ حل یہ ہے کہ بینک والے ہر کرم فرما سے پیشگی

اجازت لیں کہ آپ کی رقم نہیں ڈوبے گی، مگر ہمیں آپ کا سرمایہ اندرونی طور پر اِدھر اُدھر کرنے کی اجازت عطا کریں۔ تاکہ بینک خیانت جیسے قبیح فعل کے شائبے سے پاک ہوجائے۔ حدیث پاک ہے ''دع ما یریبک الی ما لا یریبک'' شک والی چیز کو چھوڑ کر اس چیز کو لیجئے جس میں شک کی گنجائش نہ ہو۔ اس طرح بینک کا عملہ کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھی گئی امانتوں میں خیانت کے ارتکاب سے بچ جائے گا۔☆۱☆

بینکوں میں عموماً چار قسم کے اکاؤنٹ ہوتے ہیں:

[۱] P.L.S نفع نقصان شراکتی کھاتہ　　[۲] Current امانتی کھاتہ

[۳] (Running term Deposit)T.D.R.　　[۴] Running finance

[۱] ان میں صرف کرنٹ اکاؤنٹ اسلامی نقطہ نگاہ سے جائز ہے۔☆۲☆ اس کے حاملین معاشرے کا وہ طبقہ ہے جو سود خوری کی لعنت سے محفوظ رہنا چاہتا ہے۔ بس یہ بینک کی کھاتہ داری میں شفاف اور صاف لوگ ہیں، جن کی آمدنی قابل رشک ہے۔

[۲] TDR یہ فکس اکاؤنٹ ہوتا ہے، جس میں آپ مقررہ مدت کی تکمیل سے قبل اپنی رقم ہرگز نہیں نکال سکتے۔ اس پابندی کی وجہ سے اس کھاتے میں سود کی شرح زیادہ ہوتی ہے۔

[۳] PLS یہ وہ اکاؤنٹ ہے، جس میں کھاتہ دار بینک کے ساتھ نفع ونقصان میں شریک ہوتا ہے۔ مگر جدید معاشرے میں بینکنگ کی دنیا میں منافع کی اس قدر بہتات ہے کہ اس شفاف سسٹم پر بھی سود کا وائرس حملہ آور ہو چکا ہے۔ اس کا طریقہ کار یہ ہے کہ بینکوں کے

☆۱☆ لیکن امانت رکھ کر بینک کو مطلوبہ اجازت دینے والا بے چارہ مؤمن جو خود سود سے پرہیز کرتا ہے، بینک کو اپنی حلال رقم سے سودی کاروبار کرنے کی اجازت دے کر ایک شدید ترین گناہ بے لذت میں غرق ہوجائے گا۔ ہاں اگر بینک اس رقم کا الگ حساب رکھ کر اس سے صرف جائز قسم کا کاروبار کرنے لگے، تو کیوں نہ اسے PLS میں رکھ کر حلال منافع کا حصہ لیا جائے۔

☆۲☆ جمع پونجی کو حفاظت کی خاطر کرنٹ اکاؤنٹ میں رکھنے کی شرعی حیثیت ''اباحت'' نہیں بلکہ صرف ''أهون البليتين'' اختیار کرنے کی صورت ہے۔ کیونکہ دیگر تمام اکاؤنٹس میں سود کی رقم ہاتھ لگ جاتی ہے، کرنٹ اکاؤنٹ میں نہیں ملتا۔ لیکن اس کھاتے میں سود کے ساتھ تعاون عام کھاتوں سے بھی بڑھ کر ہے۔ کیونکہ دیگر کھاتوں میں کچھ سود ہمارے ہاتھ آتا ہے، جسے ذاتی مصرف میں لانے کے بجائے ضائع کیا جاسکتا ہے۔ جبکہ کرنٹ اکاؤنٹ کا سو فیصد سود بینک کے تصرف میں ہوتا ہے۔

اس قباحت سے بچنے کی صرف ایک صورت ہوسکتی تھی کہ ہم اپنی رقم Lockers میں رکھ لیتے۔ لیکن سودی کاروبار کے نشہ بازوں نے یہ قانون بنا رکھا ہے کہ لاکرز میں کیش Cash نہیں رکھ سکتے۔ (عبدالوہاب خان)

اثاثے میں سے کھاتہ داروں کو حالات کے مطابق حصہ دار بنائیں۔

[۴] .R.F (Runing Finance) یہ اکاونٹ Debit کہلاتے ہیں۔یعنی قرضدار جو بینک سے قرضہ لیتا ہے اس پر تقریباً 13% سے 25% تک سود ہوتا ہے، جو Fix ہوتا ہے۔

شرعی احکام سے قطع نظر ایک عام آدمی کو اس میں کوئی حرج نظر نہیں آتا۔کیونکہ سرمایہ بینک کا ہے، وہ اپنے پیسے پر طے شدہ شرح لینے کا حقدار ہے۔ لیکن وہ انسان جس نے پورے شعور کے ساتھ کلمہ" لا الٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ" کا عہد و پیمان باندھ لیا ہے، اُس کا معاملہ بالکل مختلف ہونا چاہیے۔ایک مسلمان اس کلمے میں اپنے خالق حقیقی سے پکا وعدہ کرتا ہے کہ میں نے اپنی زندگی اور موت کے تمام معاملات اللہ کے حکم کے مطابق طے کرنے ہیں۔اور جائز و ناجائز، حلال و حرام میں اپنی عقل کے گھوڑے دوڑانے کے بجائے اللہ کے فرستادہ پیغمبر ﷺ کی سنت اور سیرت کی اقتدا کرنا ہے۔

اس بات میں کسی شک وشبہ کی گنجائش نہیں کہ اسلام کی نگاہ میں قرض کوئی کاروبار نہیں جس سے انسان نفع کمائے، بلکہ یہ صرف انسانی ہمدردی کا ایک تقاضا ہے کہ سرمایہ دار اپنے پاس موجود دولت کے ذریعے اپنے انسانی یا اسلامی بھائی کے ساتھ خیر خواہی کرے، اس کی ہنگامی ضرورت کو پورا کرنے یا اس کے لیے روزگار کا ذریعہ فراہم کرنے میں مالی معاونت فراہم کرے اور اس کار خیر کے اجر و ثواب کے لیے اللہ پاک سے امید رکھے۔

چھوٹے طبقے سے تعلق رکھنے والے .R.F ہولڈروں سے متعلق بینک والوں کو دو باتیں مدنظر رکھنی چاہئیں:

۱ - کاروبار چلے تو بینک والے قرضداروں کو مہلت دیں۔سود در سود نہ چڑھائیں۔اس کی مالی حالت کو دیکھتے ہوئے ادائیگی کے لیے مناسب مہلت دینا چاہئے۔یہ خیال رکھنا چاہئے کہ قرضدار کی مالی حالت بہتر رہے۔بینک اس کی مالی حالت کے مطابق نفع میں شراکت دار رہے۔قرضدار کے کاروبار میں نفع یا نقصان سے قطع نظر مقرر کردہ حصہ نہ لے کیونکہ یہ سراسر سود ہے جس سے بحیثیت مسلم پرہیز کرنا حکم الٰہی ہے۔

اگر نوج قرضدار کے کاروبار میں فائدہ نہ ہو تو بینک والوں کو کوشش کرنا چاہیے کہ اصل زر میں سے بھی کچھ حصہ معاف کریں۔جس طرح دنیا کے تمام بینکوں کے سلسلے میں قانون موجود ہے کہ بینک کے دیوالیہ ہونے کی صورت میں تمام کھاتہ داروں کو اپنے سرمایے سے محروم ہونا پڑے گا۔

اس مضمون کے پیش نظر ایک فارمولا ہے، جس کے استعمال کی Detail درج ذیل ہے:

دنیا کے تمام تر بینک سودی کاروبار کرتے ہیں۔ہم بحیثیت شہری ان سے کٹ کر نہیں رہ سکتے۔اس لیے اگر ہم قومی سطح پر سود سے بچنا چاہیں تو ملک کے مالیاتی نظام کی درجہ بندی کرنا ہوگی: